حضورﷺ کے نسب و بچپن سے متعلق غیر معتبر روایات: منتخب اردو کتب سیرت کا مطالعہ

(Unreliable Narations regarding the lineage and childhood of the Holy Prophet: A Study of Slected Urdu books on Sīra)

احسان اللہ*

ڈاکٹر محمد شہباز منج**

ABSTRACT:

Although the Sīra writers, in general, have been trying their best to be careful in including unreliable narrations in their works on the life of Prophet Muhammad ﷺ, numerous unauthentic traditions have been incorporated in Sīra books. One of the main reasons for this issue seems to be that the Sīra writers did not generally observe the principles and methodology of the Muḥaddithīn in examining the traditions. To the present writers, in order to examine the narrations and texts of the traditions taken in Sīra writings, it is necessary to turn towards the principles and methodology of Muḥaddithīn in examining the hadīth narrations. The present article studies some of the prominent traditions regarding the lineage and childhood of the Holy Prophetﷺ in selected Urdu books. It finds that many popular Urdu books on Sīra contain a number of unreliable traditions on the subject.

Keywords: Sīrah, Urdu books, Unreliable Narrations'.

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے احکامات کو محفوظ کرنے کیلئے اپنے بندوں کی شکل میں ایسے اسباب پیدا کیے جنہوں نے اس کے دین کی حفاظت کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دین کی نصرت کیلئے ایسے رجال پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے شریعت اسلامیہ کے چشمہ صافی کو اسی طرح مصفیٰ رکھا جس طرح کہ نبی مکرمﷺ اُمت کو دے کر گئے تھے اور یہ رجال کار علمائے اُمت کا وہ گروہ ہے جو نبوی مشن کو لے کر ہر دور میں آگے بڑھتا رہا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتاب و سنت کی تعلیمات کی تبلیغ کو مقصد حیات بنایا اور دین حنیف کی سر بلندی اور تبلیغ کیلئے خود کو وقف کر دیا۔ پھر ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تابعین و تبع تابعین او رمحدثین عظام رحمہم اللہ نے سنت نبویﷺ کی حفاظت کیلئے ٹھوس اقدامات کیے جن میں اسماء الرجال کا فن قابل ذکر ہے۔ اس فن کی بدولت حدیث و سیرت سے متعلقہ تمام روایات کو بآسانی پرکھا جا سکتا ہے۔

حضورﷺ کے نسب سے متعلق روایت:

نبیﷺ کا نسب نامہ عام طور پر سیرت کی کتب میں حضرت آدمؑ تک بیان کیا جاتا ہے اور بہت سے سیرت نگار اس نسب کو عدنان تک مستند سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد والے نسب یعنی آدمؑ تک کے نسب کو غیر مستند خیال کرتے ہیں، جس کی بنیاد نبی کریمﷺ کی طرف منسوب

---

*Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.
Email: drshahbazuos@hotmail.com
**Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sargodha.

روایت "کذب النسابون" کو بناتے ہیں کہ جب آپ ﷺ اپنا نسب عدنان تک بیان کرتے تو رک جاتے اور کہتے کہ ماہرین انساب دروغ گوئی کرتے ہیں، جب کہ یہ روایت سنداً غیر مستند ہے، جس کی بنیاد پہ آپ ﷺ کا نسب آدم تک بیان کرنے میں کوئی مانع سبب موجود نہیں رہتا۔ زیر نظر تفصیل میں اس روایت کی سندی تحقیق پیش کی گئی ہے: سر سید احمد نے خطبات احمدیہ"[1] میں "الخطبة التاسعه فی حسبه و نسبه علیه الصلوٰۃ والسلام ان الله اصطفیٰ آدم و نوح و ابراهیم و آل عمران" کی تحت اس روایت کا ذکر مع تنقید رقم کیا ہے۔

علامہ محمد ادریس کاندھلویؒ نے اس روایت کو اپنی کتاب 'سیرت مصطفیٰ' میں نبی کریم ﷺ کے نسب بارے "نسب مطہر اور حضور پر نور کے آباء واجداد کا مختصر حال" کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے[2]۔ نعیم صدیقی نے اپنی کتاب "محسن انسانیت" میں "قائد ریاست کے وسیع" کے تحت نبی کریم ﷺ کا نسب بیان کرتے ہوئے اس روایت کا ضمناً ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: "حضور ﷺ کے اپنے ارشاد کے بموجب عدنان سے اوپر حضرت اسماعیل تک کے نام کچھ زیادہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ چنانچہ نسابوں اور روایات نسب کو پیش کرنے والوں نے ان ناموں میں اختلاف کیا ہے"[3]۔ قاضی سلیمان منصوری پوری نے اپنی کتاب 'رحمۃ للعالمین' میں نبی کریم ﷺ کے نسب بارے "شجرہ طیبہ" کے عنوان کے تحت اس روایت کو ذکر کیا ہے[4]۔ پیر کرم علی شاہ نے اپنی کتاب "ضیاء النبی" میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے[5]۔ ان کے علاوہ صاحب 'الرحیق المختوم' نے 'عرب مستعربہ' کے عنوان کے تحت تاریخ طبری کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے نسب سے متعلق روایت اس طرح ذکر کی ہے: "بعض روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ جب اپنا سلسلہ نسب ذکر فرماتے تو عدنان پر پہنچ کر رک جاتے اور آگے نہ بڑھتے۔ فرماتے کہ "ماہرین انساب غلط کہتے ہیں"۔[6]

متن روایت:

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی الجامع میں اس روایت کو ابن سعد، ابن عساکر میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ان الفاظ میں روایت کیا ہے: كان اذا انتسب لم يجاوزْ في نسبه معد بن عدنان بن ادد ثم يمسك ويقول: «كذب النسابون»[7]

نقد و تجزیہ:

یہ روایت درجہ کی لحاظ سے موضوع ہے۔ علامہ مناویؒ نے اس پر سکوت اختیار کیا شاید انہیں ان کی اسناد کا علم نہ ہو اور فرماتے ہیں ابن سعد نے الطبقات[8] میں اخبرني ابي، عن ابي صالح، عن ابن عباس اسے مرفوعا نقل کیا ہے۔ جبکہ اس سند میں ہشام راوی محمد بن السائب کلبی ہے جو علم انساب کے ماہر مانے جاتے ہیں۔ محمد بن السائب کو ائمہ جرح و تعدیل نے متروک، کذاب جیسے الفاظ سے نقل کیا ہے۔ دار قطنی کہتے ہیں متروک ہے[9]۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں: "دین بارے اس کا رجحان اور کذب کی وضاحت عیاں ہے تفسیر میں وہ ابو صالح سے روایت کرتا ہے اور ابو صالح ابن عباسؓ سے جبکہ ابو صالح کا ابن عباسؓ سے سماع ثابت نہیں اور کلبی نے ابو صالح سے چند ایک حروف کا سماع کیا ہے کتب میں اس کا ذکر کرنا حلال نہیں تو اس سے احتجاج پکڑنا کیسے درست ہو گا۔؟"[10] علامہ البانیؒ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے[11]۔ صاحب 'الرحیق المختوم' اس روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "اکثر علما کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ 'عدنان' سے آگے بھی نسب بیان کیا جاسکتا ہے انہوں نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے ان کی تحقیق کے مطابق 'عدنان' اور حضرت ابراہیم کے درمیان چالیس پشتیں ہیں"[12]۔ بعض لوگوں

نے اسی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ نبی کا نسب معد بن عدنان تک متفق علیہ ہے بعد کے حصہ نسب پر حتمی طور پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے صاحب المرقاۃ لکھتے ہیں: ابو القاسم محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن النضر بن نزار بن معد بن عدنان. ولا يصح حفظ النسب فوق عدنان[13]۔

علامہ منصور پوریؒ لکھتے ہیں: ”حصہ دوم کے شامل کتاب کرنے کی جرات مجھے اس لیے ہوئی کہ كذب النسابون ما فوق العدنان کا قطعی صحت تک پہنچ جانا مجھ پر مخفی رہا اور میں نے دیکھا کہ اکثر علماء نے جو تاریخ اور حدیث میں امام تسلیم ہوئے ہیں اس حصہ کو بیان کیا ہے“[14]۔"قد أختلف في كراهة رفع النسب من عدنان إلي آدم فذهب ابن اسحاق و ابن جرير وغيره إلي جوازه وعليه البخاري وغيره من العلماء"۔یعنی عدنان سے اوپر آدم تک نسب بیان کرنے کی کراہت میں اختلاف ہے ابن اسحاق اور ابن جریر کے نزدیک جائز ہے اور بخاری وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

کتاب رحلہ الشافعی مصنفہ جلال الدین سیوطی میں امام شافعی اور ہارون الرشید کے ذکر میں ہے: فقال لي بين لي عن نفسك قال الشافعي فلقيت الحقت آدم عليه السلام باالطين۔یعنی ہارون الرشید نے کہا تم اپنی بات بتاؤ میں نے نسب بیان کرنا شروع کر دیا حتی کہ آدم علیہ السلام کو مٹی میں جاملایا۔

ان حوالہ جات کے بعد میں نے اس حصہ کا لکھنا ترک کر دینے سے بہتر سمجھا۔ میں نے اول اول یہ حصہ سر سید احمد خان کی کتاب خطبات احمدیہ میں دیکھا تھا سر سید نے اس جگہ کسی کا پتا نہیں لکھا انہوں نے ارمیا کاتب برخیا علیہ السلام اور اجیرا کے نسب نامہ کا ذکر فرمایا تھا۔ میں نہ سمجھ سکا کہ سر سید یہ سب باتیں کہاں سے لکھ رہے ہیں کچھ عرصہ بعد مجھے تاریخ ابو الفداء میں ارمیا اور الجیرا کا مذکور ملا اور پھر طبریؒ کی کتاب میں ایک روایت کلبی کی ملی جس کی بابت امام طبری نے لکھا کہ یہ روایت ارمیا کے نسب نامہ سے موافق ہے۔ صرف کہیں کہیں اختلاف السنہ کی وجہ سے اختلاف لہجہ کا فرق پڑ گیا ہے۔ دوسری روایت خود امام طبری کی ہے جسے انہوں نے ایک عرب نسب دان سے لیا۔ پھر مجھے امام ابن سعد کی کتاب 'طبقات الکبری' میں بھی یہی حصہ مل گیا مجھے ان کتابوں سے مطابقت کرنے کے بعد سر سید کے نسب نامے میں لکھے ہوئے چند نام عدنان دوم، ادود دوم۔ الیسع، ہمیسع دوم، سلامان دوم، ثابت، حمل معد اول نہیں ملے معلوم نہیں سر سید نے ان کا کس کتاب کے حوالہ سے اضافہ فرمایا ہے میں نے وہی نام لکھے ہیں جو بالاتفاق متعدد روایات میں بیان ہوئے ہیں۔[15]

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت ”كذب النسابون“ کی حیثیت کو غیر مستند مان لیا جائے تو نبی کریمﷺ کے نسب کو آدم تک بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور مذکورہ روایت کا غیر معتبر ہونا شروع میں ثابت کر دیا گیا ہے

آپﷺ کے ختنے سے متعلق روایت:

نبیﷺ کے مختون ہونے نہ ہونے کے بارے میں سیرت نگاروں نے اپنی کتب سیرت میں ہر دو طرح کی روایات نقل کیں ہیں۔ سر سید احمد خان نے اس روایت کو اپنے سیرتی خطبات میں تنقیداً نقل کیا ہے[16]۔ علامہ ادریس کاندھلویؒ نے ابن عباس سے مروی اس روایت

کو اپنی کتاب 'سیرت مصطفیٰ' میں نقل کیا ہے[17]۔ پیر کرم علی شاہؒ اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں 'حضور کا معصوم بچپن' کے عنوان کے تحت اس روایت کو یوں نقل کرتے ہیں: "ایک روایت میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ ساتویں روز حضرت عبد المطلب نے تمام قریش کو مدعو کیا اسی روز حضور کا ختنہ کیا گیا اور جانور ذبح کر کے عقیقہ کیا گیا آپ نے اپنے قبیلہ کی پر تکلف دعوت کا اہتمام فرمایا"۔[18]

ڈاکٹر خالد علوی 'انسان کامل' میں 'ولادت نبوی' کے عنوان کے تحت ابن کثیر کے حوالے سے یہی روایت نقل کرتے ہیں[19]۔ اسی طرح علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' میں ولادت باسعادت اور حیات طیبہ کے چالیس سال کے تحت ابن ہشام کے حوالے سے نقل کیا۔ جس کی عبارت یوں ہے: "ولادت کے بعد آپ ﷺ کی والدہ نے عبد المطلب کے پاس پوتے کی خوشخبری بھجوائی۔ وہ شاداں و فرحاں تشریف لائے اور آپ ﷺ کو خانہ کعبہ میں لے جا کر اللہ تعالی سے دعا کی، اسکا شکر ادا کیا اور آپ ﷺ کا نام محمد تجویز کیا۔ یہ نام عرب میں معروف نہ تھا۔ پھر عرب کے دستور کے مطابق ساتویں دن ختنہ کیا۔"[20]

متن روایت:

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان عبد المطلب ختن النبیﷺ یوم سابعه، وجعل له مادبه، وسماه محمدا[21]

نقد و تجزیہ

ابن عباس کی روایت میں ایک راوی ابن ابی السری کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں: صدوق عارف له اوهام کثیرة[22]۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں: "وقال ابو نعیم الاصبهاني یروي المناکیر لا شيء"[23] "ابو نعیم اصبہانی کہتے ہیں مناکیر روایات روایت کرنے والا تھا قابل اعتنا نہیں"۔ مزید لکھتے ہیں: ابن عدي من مناکیره حدیثه عن معتمر عن ابیه عن عطاء عن ابي هریرة مرفوعا[24] یعنی ابن عدی نے اسکی حدیث عن معتمر عن ابیه عن عطاء عن ابي هریرة کو مرفوعا اپنی نقل کردہ منکر روایات میں شمار کیا ہے۔ ابن السری کے متعلق ابن عدیؒ کہتے ہیں: کثیر الغلط[25]۔ ان کے علاوہ بھی اس روایت میں قباحتیں موجود ہیں اس میں ولید بن مسلم راوی مدلس ہے اور وہ تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے[26] دوسرا عطاء الخراسانی جو کہ ابن ابی مسلم ہے ابن حجر اس کے متعلق کہتے ہیں: صدوق یهم کثیرا، ویرسل و یدلس[27] یعنی محدثین کے ہاں صدوق کے درجے پہ ہے اور اس کے ساتھ ارسال و تدلیس بھی کرتے ہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ مختون ہی پیدا ہوئے۔ ان کی دلیل یہ حدیث: حدثنا ابو الحسن احمد بن محمد بن خالد الخطیب الملحمي، ثنا محمد بن محمد بن سلیمان، ثنا عبد الرحمن بن ایوب الحمصي، ثنا موسی بن ابي موسی المقدسي، حدثني خالد بن سلمة، عن نافع، عن ابن عمر قال: ولد النبيﷺ مسرورا مختونا[28]۔ لیکن اس روایت میں محمد بن سلیمان ہے جس کی محدثین نے تضعیف کی ہے۔ اسی طرح الدار قطنی نے اس کے متعلق کہا ہے: کان کثیر التدلیس یحدث بما لم یسمع و ربما سرق الحدیث[29]۔ اسی طرح ایک روایت ہے: حدثنا محمد بن احمد بن الفرج، حدثنا سفیان بن محمد الفزاري المصیصي، حدثنا هشیم، عن یونس بن عبید عن الحسن، عن انس بن مالك، قال: قال رسول اللهﷺ «من کرامتي علی ربي عزّ وجل اني ولدت مختونا، ولم یر احد سواتي»[30]۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں: "یونس عن ہشام کے علاوہ اس سے روایت نہیں کیا گیا اور یہ سفیان بن محمد المصیصی سے تفرد ہے اور وہ منکر الحدیث ہے"[31]۔ میزان الاعتدال[32] اور لسان المیزان[33] میں ہے سفیان بن محمد الغزاری المصیصی سارق الحدیث اور مہتم بالکذب ہے۔ اسی طرح اس کی سند میں ہشیم اور حسن بصری بھی مدلس ہیں۔ حدثنا محمدبن عبدالله الحضرمي قال: ناعبد الرحمن بن عيينة البصري قال: ثناعلي بن محمد السلمي ابوالحسن المدائني قال: نامسلمةُ بن محارب بن مسلم بن زِياد، عن ابيه، عن ابي بكرةَ، «ان جبريل عليه السلام ختن النبي صلى الله عليه وسلم، حين طهر قلبه»[34]۔ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن عیینہ اور سلمہ بن محارب کے بارے میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: "ان دونوں کو نہیں پہچانتا"[35]۔

ساتویں دن ختنے والی روایت کی سند سے متعلق علامہ البانی نے 'سلسلہ احادیث الضعیفہ' میں محدثین کی تضعیف مفصل طور پر نقل کی ہے[36]۔ حافظ ابن قیمؒ نے بھی نبی کریم ﷺ کے ختنہ کے متعلق تین اقوال ذکر کئے ہیں: پہلا یہ کہ نبی ﷺ مختون پیدا ہوئے۔ دوسرا یہ کہ جبریل علیہ السلام نے جب شق صدر کیا اس وقت نبی کریم ﷺ کا ختنہ بھی کیا۔ تیسرا یہ کہ عرب جس طرح اپنی اولاد کا ختنہ کرتے تھے اس عادت کے مطابق نبی کریم ﷺ کے دادا عبد المطلب نے بھی نبی کریم ﷺ کا ختنہ کیا۔[37]

پہلی رائے:

ابن قیمؒ نے اپنی کتاب تحفۃ المولود میں بہت ساری احادیث ذکر کی ہیں جو اس رائے پر دلالت کرتی ہیں، لیکن ان سب احادیث پر ضعف کا حکم لگانے کے بعد کہتے ہیں کہ بچہ اگر ختنہ کیا ہوا پیدا ہو تو یہ اس میں نقص ہے نہ کہ جس طرح بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شرف ومنقبت کا باعث ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رومی بادشاہ قیصر جس کے پاس امرؤالقیس گیا تھا وہ بھی اسی طرح پیدا ہوا تھا (یعنی غیر مختون) تو امرؤالقیس حمام میں اس کے پاس گیا اور اسے اس حالت میں دیکھا تو اس کی ہجو کرتے ہوئے کہنے لگا: میں حلفاً کہتا ہوں جو کہ جھوٹا نہیں تو اغفل ہے مگر جو چاند سے چنا۔ وہ اسے عار دلا رہا ہے کہ تیرا تو ختنہ ہی نہیں کیا گیا، اور اس کی اس طرح ولادت کو نقص قرار دیا اور کہا جاتا ہے کہ یہ شعر ہی امرؤالقیس کی موت کا سبب ہے کہ اسی وجہ سے قیصر نے اسے زہر دیا جس کی وجہ سے وہ موت کا شکار ہوا۔

عرب ختنہ کرنے کے بغیر تو کوئی اور صورت ختنہ ہی شمار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ خود ختنہ کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اللہ تعالی نے نبی ﷺ کو اصل عرب میں سے مبعوث فرمایا، اور انہیں اخلاقی اور نسبی صفات کے ساتھ خاص کیا تو یہ کیسے فائز ہو سکتا ہے کہ انہیں مختون پیدا کرنے میں کوئی امتیاز اور خصوصیت پائی جاتی ہو حالانکہ عرب ختنہ کرنے پر فخر کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم کی جن کلمات میں آزمائش کی تھی اور ابراہیم نے انہیں مکمل کیا تھا ان میں ختنہ بھی شامل تھا، اور پھر انبیاء کی ابتلاء لوگوں میں سب سے شدید اور سخت ہوتی ہے پھر ان سے کم درجہ والے لوگوں کی آزمائش اور ابتلاء ہوتی ہے۔ اور نبی ﷺ نے ختنہ کو فطرتی کاموں میں سے شمار کیا ہے، اور یہ معلوم ہونا چاہیے آزمائش میں صبر کرنا مبتلی کے اجر و ثواب میں زیادتی کا باعث ہوتا ہے۔ تو اس طرح نبی کریم ﷺ کی حالت کے زیادہ لائق ہے کہ یہ فضیلت نبی کریم ﷺ سے سلب نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ انہیں بھی اس ختنہ کے ساتھ اسی طرح عزت تکریم سے نوازے جس طرح اپنے خلیل ابراہیم کو عزت و تکریم سے نوازا اس لیے کہ نبی ﷺ کی خصوصیت و خصائص دوسرے انبیاء سے عظیم تر اور اعلیٰ ہیں[38]۔

دوسری رائے:

دوسری رائے کے بارے میں حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں: فرشتے کا شق صدر کرنے میں کئی ایک احادیث مختلف طرق سے مرفوعا نبی کریم ﷺ تک مروی ہیں، لیکن کسی ایک میں بھی اس کا ذکر نہیں ملتا کہ جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کا ختنہ کیا ہو مگر یہی ایک شاذ اور غریب حدیث میں۔[39]

تیسری رائے:

ابن قیمؒ کہتے ہیں: ابن عدیم کا کہنا ہے بعض روایات میں آیا ہے: ''نبی ﷺ کے دادا عبد المطلب نے ساتویں روز نبی ﷺ کا ختنہ کیا تھا یہ اقرب الی الصواب ہے''[40]۔ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے 'زاد المعاد' میں ساتویں روز ختنہ بارے درست ہونے کا رجحان ظاہر کیا ہے، لیکن جیسا کہ ساتویں روز ختنہ والی روایت کے ضعف کا نشاندہی پہلے ذکر کر دی گئ ہے وہ ہی راجح ہے ابن قیم کی عبارت کچھ اس طرح ہے: یہ مسئلہ دو فاضل آدمیوں کے درمیان پیدا ہوا تو ان میں سے ایک نے ایک کتاب تصنیف کی کہ نبی کریم ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے اور اس کتاب میں اس نے ایسی احادیث ذکر کیں جن کی کوئی لگام اور اصل نہیں ملتی، وہ مصنف کمال الدین بن طلحہ ہیں۔ تو اس دعوی کا رد کمال الدین ابن عدیم نے لکھا اور اس میں بیان کیا کہ نبی ﷺ کا عادت عرب کے مطابق ختنہ ہوا اور عمومی طور پر یہ طریقہ پورے عرب میں پایا جاتا تھا جو کہ کسی قسم کی معاونت کے نقل کرنے کا محتاج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم[41]۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مختون اور غیر مختون ہونے بارے کوئی روایت پایہ اسناد تک نہیں پہنچتی ،لہذا اس سے متعلقہ کسی روایت سے استدلال درست نہی

حضرت عبد المطلب کی پوتے سے محبت:

اگرچہ سیرت کی معتبر روایت میں حضرت عبد المطلب کی اپنے پوتے محمدؐ سے والہانہ محبت کا پتہ چلتا ہے، لیکن جس روایت میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کیلئے کعبہ کے سایہ میں فرش بچھایا جاتا جس پر ان کے بیٹوں کو بھی ہمت نہ ہوتی کہ وہ عبد الملطلب کی عظمت کے پیش نظر بیٹھ سکیں جبکہ آپؐ آتے ہی فرش پر بیٹھ جاتے اور حضرت عبد المطلب انہیں اتارنے نہ دیتے۔ اس غیر معتبر روایت کو بہت سے سیرت نگاروں نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ مولانا مودودی کی 'سیرت سرور عالم' کی دوسری جلد کے تیسرے باب میں ''عبد المطلب کی کفالت' کے عنوان کے تحت اس روایت کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے[42]۔ اسی طرح پیر کرم شاہ نے اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں اس روایت کو 'محمد معصوم (فداہ ابی و امی) کی مکہ واپسی اور عبد المطلب کی آغوش' کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے[43]۔ اسی طرح علامہ مبارکپوری نے حضرت عبد المطلب کی اپنے پوتے محمدؐ سے شفقت کے احوال 'سیرت ابن ہشام' کے حوالے سے ذکر کئے ہیں۔[44]

متن روایت:

قال ابن هشام: كان يوضع لعبد المطلب فراش في ظل الكعبة، فكان بنوه يجلسون حول فراشه ذلك حتى يخرج اليه، لا يجلس عليه احد من بنيه اجلالا له فكان رسول الله ﷺ ياتي وهو غلام جفر حتى يجلس عليه، فياخذه اعمامه ليؤخروه

عنه فيقول عبد المطلب اذا راى ذلك منهم: دعوا ابني هذا، فوالله ان له لشانا،ثم يجلس معه على فراشه ويمسح ظهره بيده، و يسره ما يراه يصنع [45]

نقد و تجزیہ:

اس روایت کی سند منقطع اور ضعیف ہے اس کی سند اس طرح بیان کی گئی:" روى ابن اسحاق قال حدثني العباس بن عبد العزيز بن معبد عن بعض اهله قال: فذكر"۔اس سند میں "يروى الخبر عن بعض اهله" سے جہالت ثابت ہو رہی ہے۔ اس طرح امام بیہقی نے 'دلائل النبوۃ'[46] میں اور ابن سعد نے الطبقات[47] میں واقدی سے روایت نقل کی ہے۔ جبکہ واقدی متروک راوی ہے۔اس طرح امام ذہبی کی 'تاریخ اسلام' میں ابن عباسؓ کی روایت میں عبد اللہ بن شبیب راوی سے بھی یہ قصہ بیان کیا گیا ہے[48]۔امام ذہبی اس راوی کے متعلق کہتے ہیں:" اسکی اخبار واہی ہیں "[49] امام ابن کثیر نے اس روایت کو ابن اسحاق سے روایت کیا اور اس کی سند پر سکوت اختیار کی ہے[50]۔

نبی ﷺ کا بچپن میں دو کاموں کا ارادہ کرنا:

نبی ﷺ کے بچپن میں دو دفعہ کسی گانے کی محفل میں شریک کا ارادہ کرنا اور قدرت الٰہی سے نیند کی وجہ سے اس محفل سے بچ جانے کے بارے میں روایت سے متعلق پیر کرم علی شاہ نے اپنی کتاب 'ضیاء النبی' میں 'عصمت ربانی' کے عنوان کے تحت یہ واقعہ حضرت علی کے حوالے سے بزبان نبوت ذکر کیا[51]۔ سید اسعد گیلانی نے اپنی کتاب ''رسول اکرم کی حکمت انقلاب' میں 'معجزہ کردار' کے عنوان کے تحت نبی کے بچپن کے یہ دو واقعات ذکر کئے ہیں[52]۔علامہ ادریس کاندھلوی نے 'سیرۃ المصطفیٰ' میں بھی ان واقعات کا ذکر کیا ہے[53]۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب 'النبی الخاتم' میں 'ایام طفولیت اور شغل گلہ بانی' کے عنوان کے تحت اس واقعہ کو نقل کیا ہے[54]۔علامہ شبلی نے 'سیرت النبی' میں مسند بزار کے حوالے سے یہ واقعہ نقل کیا ہے[55]۔ اسی طرح نعیم صدیقی نے اپنی کتاب 'محسن انسانیت' میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے[56]۔ صاحب نے بھی اپنی کتاب 'الرحیق المختوم' بھی اس روایت کو نقل کیا ہے[57]۔

متن روایت:

وروى البيهقي من حديث يونس بن بكير عن محمد بن اسحاق حدثني محمد بن عبد الله بن قيس بن مخرمۃ عن الحسن بن محمد بن علي بن ابي طالب عن ابيه عن جده علي بن ابي طالب. قال سمعت رسول الله ﷺ يقول «ما هممت بشيء مما كان اهل الجاهليةِ يهمون به من النساء الا ليلتين كلتاهما عصمني الله عزَّ وجل فيهما. قلت ليلةً لبعض فتيان مكۃ۔ ونحن في رعاء غنم اهلها۔ فقلت لصاحبي ابصر لي غنمي حتى ادخل مكۃ اسمر فيها كما يسمر الفتيان فقال بلى. قال فدخلت حتى جئت اول دار من دور مكۃ سمعت عزْفا بالغرابيل والمزَامير فقلت ما هذا قالوا تزَوج فلان فلانةً. فجلست انظر وضرب الله على اذني فو الله ما ايقظني الامس الشمس، فرجعت الى صاحبي، فقال ما فعلت؟ فقلت ما فعلت شيئًا ثم اخبرته بالذي رايت ، ثم قلت له ليلةً اخرى ابصر لي غنمي حتى اسمر ففعل فدخلت فلما جئت مكۃ سمعت مثل الذي سمعت تلك الليلةَ. فسالت فقيل نكح فلان فلانةً، فجلست انظر وضرب الله على اذني فو الله ما ايقظني الامس الشمس،فرجعت الى صاحبي فقال مافعلت؟فقلت لا شيء ثم اخبرته الخبر، فو الله ماهممت ولاعدت بعدهما لشيء من ذلك حتى اكرمني الله عزَّ وجل بنبوته» [58]

نقد و تجزیہ:

اگرچہ اس روایت کو امام ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے، لیکن ابن کثیر نے 'البدایۃ والنہایۃ' میں اس کی تضعیف کی ہے۔ لکھتے ہیں: "ھذا حدیث غریب جدا"[59]۔ امام حاکم اپنی تصحیح میں متساہل شمار ہوتے ہیں امام سیوطی ان کے متعلق لکھتے ہیں: وکم بہ تساھل حتی ورد فیه مناکیر و موضوع یرد[60] یعنی کتنے ہی لوگ ہیں جنھوں نے اس کے ساتھ حدیث نقل کرنے میں تساہل برتا حتی کہ اس سے منکر اور موضوع روایات بھی وارد کردیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی نے اپنی تلخیص میں مستدرک حاکم کی بے شمار روایات پر وضع کا حکم لگایا ہے جسے امام صاحب نے اپنی مستدرک میں صحیح باور کرتے ہوئے نقل کیا تھا۔ ابن کثیر اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں: وھذا حدیث غریب جدا و قد یکون عن علی نفسه یعنی موقوفا علیه[61]۔ یعنی یہ روایت غریب جدا ہے اور کبھی کبھی اسی سے موقوف بھی وارد ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا روایت بیان کردہ علل کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔

حاصل بحث:

اردو کتب سیرت میں نقل شدہ روایات کے مآخذ عام طور پر سیرت کی امہات الکتب ہیں جو سیر و شمائل پر لکھی گئی ہیں یا پھر کتب احادیث سے سیرت کے باب میں وارد روایات کو سیرت نگاروں نے سیرتی مندرجات کا حصہ بنایا ہے۔ سیرت کے عربی بنیادی مصادر میں بہت سی روایات کی استنادی حیثیت معتبر نہیں۔ اردو سیرت نگاروں ان روایات کو بعینہ اپنی کتب میں جگہ دے دی ہے، جس کی وجہ سے اردو دان طبقہ کیلئے سیرت کے واقعات میں صحیح و سقیم کا ایک ملغوبہ بن چکا ہے۔ اگرچہ کچھ سیرت نگاروں نے روایاتِ سیرت کی سندی تحقیق کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر معتبر روایات کی نشان دہی کی ہے لیکن اردو کتب سیرت میں نبیﷺ کے نسب، بچپن جوانی، بعثت، غزوات اور وفات تک واقعات سے متعلق اب بھی ایسی روایات موجود ہیں جو فن اسماء الرجال کی روشنی میں تحقیق کی متقاضی ہیں۔ مذکورہ بالا تحریر میں نبیﷺ کے نسب سے متعلق روایت جن میں آپﷺ کے خاندان کا تمام قبائل پر فائق ہونا بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ نے آپﷺ کو اس میں پیدا فرمایا آپﷺ کے ختنے کے بارے روایت کہ آپﷺ مختون ہی پیدا فرمائے گئے یا پیدائش کے بعد ختنہ کیا گیا، آپﷺ سے آپﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب کی والہانہ محبت و شفقت کی روایت اور بچپن میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ مل کر گانے کی محفل کے قصد کرنے کی روایت ان تمام روایات کو اصول روایت و درایت پر پرکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ روایات سے متعلق بہت سے محققین کا خیال ہے کہ یہ غیر معتبر ہیں۔

حوالہ جات

---

[1] سر سید احمد خان، خطبات احمدیہ، دوست ایسوسی ایٹس، لاہور، س ن، ص306

[2] کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، 1979ء، ج1، ص18

[3] نعیم صدیقی، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم، الفیصل ناشران وتاثران کتب اردو بازار، لاہور، 2000ء، ص491

[4] منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ اللعالمین، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، س-ن، ج2، ص290

[5] الازہری، محمد کرم علی شاہ، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1415ھ، ج1، ص391

[6] مبارکپوری، صفی الرحمان، الرحیق المختوم، مکتبہ سلفیہ، لاہور، س ن، ص39

[7] السیوطی، عبدالرحمان بن ابی بکر، الجامع الصغیر، دار الفکر، بیروت، رقم الحدیث: 9651

[8] محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1990ء، ج1، ص28

[9] الذہبی، محمد بن احمد، میزان الاعتدال، دار المعرفۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1963ء، ج4، ص304

[10] ابن عساکر، علی بن حسن، تاریخ دمشق، دار الفکر، بیروت، 1995، ج1، ص197

[11] البانی، محمد ناصر الدین، سلسلۃ الضعیفہ والموضوعہ، دار المعارف، الریاض، 1992ء، ج1، ص229

[12] مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص40

[13] ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، دار الفکر، بیروت، 2002ء، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین، رقم الحدیث 5740

[14] محمد امین السویدی، سبائك الذہب، دار الاحیاء العلوم، بیروت، س ن، ص19

[15] منصورپوری، رحمۃ اللعالمین، ج2، ص290

[16] سرسید، خطبات احمدیہ، ص307

[17] کاندھلوی، سیرت مصطفیٰ، ج1، ص61

[18] الازہری، ضیاء النبی، ج2، ص61

[19] ڈاکٹر خالد علوی، انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم، الفیصل ناشران و تاثران، اردو بازار، لاہور، 2005ء، ص31

[20] مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص83

[21] محمد بن ابی بکر ابن قیم، زاد المعاد، موسسہ الرسالہ، بیروت، 1994ء، ج1، ص80

[22] احمد بن علی ابن حجر، التقریب، دار الرشید، سوریا، 1986ء، ص504

[23] احمد بن علی ابن حجر، تہذیب التہذیب، دائرۃ المعارف، ہند، 1326ھ، ج5، ص233

[24] ایضا، ج9، ص425

[25] ایضا

[26] ایضا، ص584

[27] ایضا، ص392

[28] بیہقی، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعہ الاولی، 1405ھ، ج1، ص114

[29] ابن قیم، محمد بن ابی بکر، تحفۃ المودود، دار البیان، دمشق، 1971ء، ص202

[30] طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، المکتب الاسلامی، بیروت، الطبعہ الاولی، 1405ھ، ج2، ص115، رقم الحدیث: 936

[31] ابو بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبعہ اول، 2002ء، ج2، ص179

[32] احمد بن احمد الذہبی، میزان الاعتدال، دار المعرفۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1963ء، ج2، ص182

[33] ابن حجر، احمد بن علی، لسان المیزان، مکتبہ الاعلمی، بیروت، 1971ء، ج6، ص185

[34] سلیمان بن احمد طبرانی، المعجم الاوسط، دار الحرمین، القاہرۃ، س ن، ج6، ص70، رقم الحدیث: 5821

[35] ہیثمی ،علی بن ابی بکر ،مجمع الزوائد،مکتبہ القدسی ،القاہرۃ،1414ھ،ج8،ص224،رقم الحدیث: 13852

[36] البانی ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ،ج13،ص 587،رقم الحدیث: 6271

[37] ابن قیم ، محمد بن ابی بکر ، تحفۃ المودود ،دار البیان ،دمشق،1971ء،ص201

[38] ابن قیم ، محمد بن ابی بکر ، تحفۃ المودود ص205-206

[39] ابن قیم ، محمد بن ابی بکر ، تحفۃ المودود ص206

[40] ایضا

[41] محمد بن ابی بکر ابن قیم ،زاد المعاد،موسسہ الرسالہ،بیروت،1994ء،ج1،ص82

[42] مودودی،سیرت سرور عالم،ج2،ص100

[43] الازہری،ضیاء النبی،ج2،ص97

[44] کاندھلوی،سیرۃ المصطفیٰ،ج1،ص86

[45] ابن ہشام،سیرۃ النبویہ،ج1،ص168

[46] بیہقی،دلائل النبوۃ،ج2،ص21

[47] ابن سعد،الطبقات،ج1،ص17

[48] محمد بن احمد الذہبی ، تاریخ الاسلام،دار الغرب الاسلامی ،بیروت،2003ء،ج1،ص501

[49] ابن حجر ، لسان المیزان ،ج3،ص299

[50] اسمعیل بن عمر ابن کثیر ، البدایہ والنہایہ ،دار احیاء التراث العربی ،بیروت، الطبعہ الاولی،1988ء،ج2،ص281

[51] الازہری،ضیاء النبی،ج2،ص111

[52] سید اسعد گیلانی،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت انقلاب،ادارہ ترجمان القرآن،لاہور،1995ء،ص199

[53] کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ،ج2،ص114

[54] مناظر احسن گیلانی،النبی الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم،زاہد بشیر پرنٹنگ پریس،لاہور،1995ء،ص33

[55] شبلی،سیرت النبی،ص154

[56] نعیم صدیقی، محسن انسانیت،ص556

[57] مبارکپوری،الرحیق المختوم،ص94

[58] ابن کثیر ، البدایۃ والنہایۃ،ج2،ص287-288

[59] ابن کثیر ، البدایۃ والنہایۃ ج2،ص287

[60] سیوطی ،عبد الرحمان بن ابی بکر ،الفیہ،المکتبہ العلمیہ ،بیروت،س ن،ص8

[61] البانی ، محمد ناصر الدین ، تخریج فقہ السیرۃ ،دا رالقلم ،دمشق،1427ھ،ص32-33